نظرات

۱ اللہ اکبر! تہذیب جدید نے ہمارے فکر و نظر کی قدروں کو کس درجہ اول بدل کر دیا ہے، ایک بچہ یا بچی ایک مرد یا عورت جب اپنی عمر مستعار کا ایک برس پورا کر لیتے ہیں تو اس کی سالگرہ بہ طور جشن کے منائی جاتی ہے، دعوتیں اور پارٹیاں ہوتی ہیں، شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، مبارک سلامت کا ہنگامہ اور شور ہوتا ہے، احباب اور اعزا و اقربا تحفے تحائف پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سالگرہ کا دن اس بات کا اعلان ہے کہ عمر محدود و معینہ سے ایک برس کم اور اسی تناسب سے وہ شخص دنیا کی زندگی سے دور اور آخرت سے قریب ہوگیا، اس بنا پر ہونا یہ چاہئے تھا کہ جشن مسرت کے بجائے قرآن مجید کے مطالبہ "وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ" کے مطابق آخرت کے لئے تیاری کی فکر کی جاتی اور حال جس مستقبل کی نشان دہی کر رہا ہے اس کا اہتمام کیا جاتا۔

آج عالم میں پندرہویں صدی ہجری کی آمد کا غلغلہ بلند ہے، ملکوں ملکوں میں اس صدی کے خیر مقدم میں جشن منائے جا رہے ہیں، کانفرنسیں ہو رہی ہیں، حکومتیں ایک دوسرے کو پیغام تہنیت بھیج رہی ہیں اور ایک شور بپا ہے کہ یہ صدی اسلامی صدی ہوگی یعنی اسلام دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہوگا اور اس خوش فہمی کی وجہ بعض مسلمانوں کے نزدیک تو یہ ہے کہ ایران میں امام غائب اور مہدی منتظر کا ظہور ہوگیا اور بعض غالباً یہ سمجھتے ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں من برس رہا ہے اور خود مختاری و آزادی کے چشمے ابل رہے ہیں اس لئے حضرت عیسیٰ کے وہاں نزول کا زمانہ قریب آگیا ہے جس کی پیش گوئی امریکہ کی ایک نہایت مشہور کاہنہ کر بھی چکی ہے۔

لیکن نہایت عجیب اور بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ کوئی اصل معاملہ کو اس نقطۂ نظر سے نہیں دیکھتا کہ اگر چودہویں صدی ختم اور پندرہویں صدی شروع ہوگئی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم سرورِ عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میمنت مہد سے ایک صدی اور دور ہوگئے اور یہ ہمارے لئے شدید اضطراب و بے چینی اور ساتھ ہی تشویش و تردد کا باعث ہونا چاہیے نہ کہ مسرت و شادمانی کا، اضطراب اور بے چینی اس لئے کہ حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے محبوب ترین شخصیت ہیں اور حبِ نبوی جزو ایمان ہے اس بنا پر آپ سے قرب، خواہ کسی قسم کا ہو سرمایۂ انبساط و نشاط ہے۔ ع بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس ست۔

اور اسی کے بالمقابل بُعد، خواہ اس کا کوئی عنوان ہو، وجہ اضطراب و بے چینی ہے۔ رہا تشویش اور تردد کا معاملہ، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ارشاد نبوی: خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم اور پھر تاریخ اسلام کی شہادت؛ دونوں سے یہ ثابت ہے کہ مسلمانوں کو عہد نبوی سے جتنا جتنا بُعد ہوتا چلا گیا ہے اسی قدر وہ نئے نئے فتنوں اور قسم قسم کے ابتلا و آزمائش سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔

گزشتہ صدیوں میں مسلمانوں کے سروں پر جو قیامتیں مچلتی رہی ہیں تاریخ کا ہر طالب علم ان سے واقف ہے یہاں ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ داستانہائے پارینہ بن چکی ہیں. اب دیکھئے کہ ہمارے زمانہ کے وہ فتنے کون سے ہیں جن کا سامنا اسلام کو درپیش ہے یہ فتنے دو قسم کے ہیں (۱) بیرونی اور (۲) اندرونی قسم اول میں دنیا کی وہ عظیم طاقتیں Big Powers داخل ہیں جو آپس میں خواہ ایک دوسرے کے ساتھ کیسی ہی برسرکین ہوں اسلام دشمنی میں سب ایک ہیں، اسلام دنیا میں ایک عظیم تہذیب کی حیثیت سے سربلند و سرفراز ہو اس کو نہ امریکہ برداشت کرسکتا ہے اور نہ روس، ایک طرف ان کی اسلام دشمنی کا یہ عالم اور دوسری جانب سائنس اور ٹکنالوجی میں ان کی حیرت انگیز ترقی اور مادی طاقت و قوت کا یہ اوج وکمال کہ اگر اپنی ضد پہ آجائیں تو منٹوں میں دنیا کو خاک سیاہ کرکے رکھ دیں، اب اندرونی

فتنوں کو لیجئے جو ہمارے نزدیک بیرونی فتنوں سے بھی کہیں زیادہ مہلک اور تباہ کن ہیں تو وہ ایک دو نہیں چند در چند اور گوناگوں ہیں۔ لیکن ان میں سب سے بڑا فتنہ اور اسلام کے لئے عظیم ترین ابتلاؤ آزمائش عرب ممالک کی بے حد وحساب دولت وثروت اور ان کی حکومت وخود مختاری ہے۔

یہ فتنہ وہی ہے جس کو چشم نبوت نے مستقبل کے آئینہ میں دیکھا اور پیروان دین محمدی کو اس کی ہلاکت انگیزیوں سے بروقت ہوشیار وخبردار بھی کر دیا تھا چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید الخدری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دینا شروع کیا تو فرمایا! اے لوگو! مجھ کو تمہارے متعلق کسی چیز کا ڈر نہیں ہے۔ مگر ہاں ڈر اس وقت کا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ تم پر دنیوی عشرت وراحت اور دولت وثروت کے دروازے کھول دیگا۔ ایک شخص نے عرض کیا! یارسول اللہ! کیا خیر کے ساتھ شر بھی آئیگا۔ آپؐ نے سکوت کیا، اس شخص نے پھر وہی سوال کیا، اور آپؐ نے پھر سکوت فرمایا آخر تیسری مرتبہ اس شخص نے جب پھر وہی سوال کیا تو اس مرتبہ ارشاد ہوا کیا ثروت ودولت خیر ہے بھی، مطلب یہ تھا کہ دولت وثروت خیر محض نہیں ہے، اگر اس کا استعمال صحیح اور احکام خداوندی کے مطابق ہو تو خیر ہے ورنہ خیر نہیں شر ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا ارشاد کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیلاً فرمایا، "دیکھو ایک شخص اللہ کی نعمتوں کو اناپ شناپ کھاتا ہے تو ہیضہ کا شکار ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے لیکن اس کے برخلاف ایک کیڑا جو کچھ کھاتا ہے جب تک اسے ہضم کر کے خارج نہیں کر دیتا کچھ اور نہیں کھاتا۔ کتاب الزکوٰۃ باب التحذیر من الاغترار بالدنیا۔

یہ روایت الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ میں بھی ہے اس کے علاوہ بخاری میں ایک روایت ہے جو اس سے زیادہ واضح ہے ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! لوگو! میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم فقر وفاقہ میں مبتلا ہو البتہ مجھ کو ڈر اس بات کا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیوی عیش وعشرت اور اس کے ساز وسامان کی بہتات تمہارے لئے ایسی ہی ہو جیسی کہ تم سے پہلے کی قوموں پر تھی، پھر اگر تم ان چیزوں میں

مشغول ہو گئے تو تم اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح دوسری قومیں ہلاک ہو گئیں۔

صحیحین کی یہ دو حدیثیں ہم نے صرف بطور نمونہ نقل کی ہیں ورنہ اس مفہوم کی روایات کتب حدیث میں بکثرت ملے گی۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سخت تنبیہ اور وعید کو پیش نظر رکھئے اور پھر دیکھئے کہ عرب ممالک کی خصوصاً اور دوسرے مسلمان ملکوں کی عموماً دولت و ثروت اور آزادی و خود مختاری نے اصلاح و تقوی، خشیت ربانی اور خوف یوم الحساب تدین و تشرع اور ایمان و عمل کی دنیا میں کیا کیا گل کھلا رہی ہے تو آپ کو لازمی طور پر تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ جو کچھ ہے خیر ہرگز نہیں بلکہ ایک عظیم فتنہ اور اسلام کے لئے شدید ابتلاء و آزمائش ہے۔ اسلام کی تعلیمات، اسلامی اعمال و اخلاق اور دین کے اصول و مبادی سب اس فتنہ کی زد پر ہیں۔ اس عرب سرمایہ کا ایک مہلک اثر عالم اسلام پر یہ ہوا ہے کہ عالم ہو یا غیر عالم ہر شخص بے تحاشا روپیہ کے پیچھے دوڑنے لگا ہے اور کسب زر ان کا مقصد حیات بن گیا ہے۔ اسلام اور عربی کے نام سے جگہ جگہ مدرسے کیا۔ یونیورسٹیاں قائم اور ان کے لئے عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ لیکن ان میں کتنے ہیں جن کا اصل مقصد اس عنوان سے جلب زر نہیں ہے۔ پس پندرہویں صدی کا آغاز اس حالت میں ہوا ہے کہ اسلام بیرونی اور اندرونی فتنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کل اس کا انجام کیا ہوگا۔ اس بنا پر یہ موقع جشن و شادمانی کا ہرگز نہیں بلکہ احتساب نفس اور اخلاص و للّٰہیت کے عمل اور تبلیغی جدو جہد کرنے کا ہے ؎

یہ زور دست و ضربت کاری کا ہے مقام
میدان جنگ میں نہ طلب کر نوائے جنگ